تک کہ توریت وانجیل اور تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کردہ کتاب کا نظام قائم کرلو۔'' یعنی کوئی بھی قانون نہیں چلے گا جب تک اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دین پر نہ ہو۔ اگر اپنے خودساختہ نظاموں پر اللہ کے دین کا رنگ نہ چڑھاؤ گے تو تم اپنے رب سے غداری کے مرتکب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ [آل عمران ٨٥] ''اور جو کوئی اسلام کے سوا دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہوگا۔''

ہمارا معاشرہ بدحالی اور بدنامی کا شکار اس لیے ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کا رنگ چھوڑ دیا ہے۔ اور غیروں کا رنگ اختیار کرلیا ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر کافروں کی ثقافت پسند کرلی ہے۔ دینِ اسلام پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے لگے ہیں، اور کفار کی مشابہت کو ''روشن خیالی'' اور ''ترقی پسندی'' کا نشان مان لیا ہے۔

ہمیں یہ حقیقت یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا دین بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین پر اپنے پیارے انبیاء کو قربان کیا ہے اور جلیل القدر نبیوں پر اس دین کو قربان نہیں کیا۔ اسی دین کی خاطر افضل کائنات، امام الانبیاء، خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کو طائف میں لہولہان کردیا۔ اسی دین کی خاطر غزوۂ احد میں دندانِ مبارک شہید کروائے۔

اسی دین کی سربلندی کے لیے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ﴾ [النساء ٨٤] ''پس آپ بذات خود اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں، آپ کے سوا کسی کو اس کا حکم نہیں دیا جاتا۔'' رب کائنات کی طرف سے اپنے محبوب نبی ﷺ کے نام پر یہ حکم دیکھ کر اصحاب کرام ﷺ دشمنانِ دین کے آگے سینہ سپر ہوگئے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کی رغبت اس طرح فرمائی: ''......لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثم أحيا ثم أقتلُ'' [البخاري الإيمان باب ٢٦ ح: ٣٦] ''یقیناً میری خواہش ہے کہ میں اللہ پاک کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔''

مسلمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے شب وروز، لیل ونہار، شام وسحر سب اسلام کی آبیاری اور دین کی سربلندی میں بسر ہوں۔ یہی دنیا میں عزت وشرف اور آخرت میں جنت الفردوس کی گارنٹی ہے۔ اس نصب العین سے انسان جس قدر دور ہو، اسی قدر وہ ﴿ربُّنا اللّٰهُ﴾ کے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا، اور اس کلمے پر ثابت قدم نہ رہنے کا وبال ہر دو جہاں میں سہنا پڑے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁

آداب اسلامی قسط:(۱)

حاملین دین کی عزت وتوقیر

ابراہیم عبدالرحیم۔طالب مرحلۃ دکتوراہ مدینہ یونیورسٹی

علم جرح وتعدیل کے سرخیل، سرزمین ری کے مشہور عالم ابوزرعہ رازیؒ کا قول سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے:"جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کو برا کہتا ہو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، اس لیے کہ رسول حق ہیں، قرآن حق ہے، اور جو کچھ قرآن میں آیا وہ بھی حق ہے۔ اور یہ تمام چیزیں ہم تک صحابہؓ کے واسطہ سے پہنچی ہیں۔ یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کردینا چاہتے ہیں، تاکہ قرآن وسنت کا بطلان کرسکیں۔ صحابہ کرام کی ذات جرح سے بالاتر ہے۔ خود یہی لوگ جرح کے زیادہ مستحق ہیں۔" [الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي ص ٤٩]

کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ علمائے امت اصحاب رسول اللہ ﷺ سے بہتر ہیں، بلکہ اصحاب رسول ﷺ تو وہ روشن ستارے ہیں جن کی کسی سے کوئی نسبت ہی نہیں، لیکن وہی فلسفہ جو امام ابوزرعہ رازیؒ نے بیان کیا، آج کل دہرایا جارہا ہے۔ حاملین کتاب وسنت کو مجروح کرو، دین کی آبیاری کرنے والے علماء کی تنقیص کرو، ان پر کیچڑ اچھالو، اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ قرآن وسنت کی ہیبت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہے گی، حدود اللہ کی پاسداری نہیں رہے گی، اور دین کی وقعت لوگوں کے دلوں سے ختم ہوجائے گی، بے دینی پروان چڑھے گی۔

اور یہی حربہ انبیاء کرام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والوں نے بھی جابجا استعمال کیا: ﴿كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُواْ سَاحِرٌ أَوۡ مَجۡنُونٌ ۝ أَتَوَاصَوۡاْ بِهِۦۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُونَ ۝﴾ [الذاريات ٥٢-٥٣] "اسی طرح اِن سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ، کیا ان سب نے آپس میں اِس پر کوئی سمجھوتہ کرلیا ہے؟ نہیں، بلکہ یہ سب سرکش لوگ ہیں۔"

اور یہی عصر حاضر کی فکری اور ثقافتی جنگ میں کفار وفجار کا آزمودہ حربہ ہے، جن کا مقصد حاملین دین کو مجروح کرنا ہی نہیں، بلکہ پس پردہ اس دین حق اور صحیح منہج سے لوگوں کو دور رکھنا ہے، جو انہیں کھٹک رہا ہے۔ اور "علمبردار پر وار کرو، علَم از خود گر پڑے گا" کے اصول پر عمل کررہے ہیں۔

اور یہی یہودیوں کا ایک اہم ہدف ہے جیسا کہ عالمی صیہونی منصوبوں کی خفیہ دستاویز یہودی پروٹوکول میں ہے:

'' وقد عنينا عناية عظيمة بالحط من كرامة رجال الدين (Clergy) من الأميين (غير اليهود) في أعين الناس، وبذلك نجحنا في الإضرار برسالتهم التي كان يمكن أن تكون عقبة كئودا في طريقنا وإن نفوذ رجال الدين على الناس ليتضاءل يوما فيوما'' [بروتوكالات حكماء صيهون ترجمه عباس محمود عقاد ص۱۸۷] ''ہم نے غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کا وقار کم کرنے اور ان کے مذہبی مشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے، کیونکہ ان رہنماؤں کی عزت اور مذہب سے عوام کی وابستگی ہماری راہ میں بہت بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے، دنیا بھر کے عوام پر ان کا اثر روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔'' اور یہودیوں کے اس ہدف کے حصول کے لیے مستشرقین اور لبرل نظریے کے علمبرداران بھی ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلم نوجوان بھی اس ہدف کی تکمیل کی ذمہ داری اپنے سر لیے ہوئے ہیں۔ جو اپنے علماء کرام کی تحقیر، ان کے ہر کام پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کو بے وقوف، جاہل، حالات حاضرہ سے ناآشنا، مصلحت پرست جیسے القاب سے نوازتے ہیں۔

دور حاضر کے آزاد میڈیا نے ''زاد الطین بلّة'' کا کام کر دکھایا، اور ہر کوئی فیس بک، ٹویٹر اور مختلف سماجی ویب سائیٹس پر اپنی آزادرائے کا استعمال برملا کرتا ہے، اور یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتا کہ اس پوسٹ سے امت کو، جماعت کو، تحریک کو فائدہ پہنچ رہا ہے، یا دشمنوں کو کمک؟!

حقیقت میں یہ ایک خطرناک دیمک ہے، جو اتحاد کے شجر کو مسلسل کھائے جا رہا ہے۔ علماء پر بے جا تنقید' ان کے اور عوام کے درمیان فاصلوں کو بڑھانے کا سبب بن رہا ہے۔ اور اس اعتماد کو نقصان پہنچ رہا ہے، جو عوام کا علماء پر ہے۔ جس کی بنیاد پر مفتی اور مستفتی کا تعلق بنتا ہے، اور آپس کے اختلاف میں عوام ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

کوئی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ علماء معصوم ہیں، ان سے غلطیاں نہیں ہوتیں۔ نبی ﷺ کے بعد کوئی بھی معصوم عن الخطاً نہیں، جیسا کہ افضل التابعین سعید بن المسیبؒ نے فرمایا: ''ليس من شريف ولا عالم ولا ذي سلطان إلا وفيه عيب لابد، لكن مِن الناس مَن لا تُذكر عيوبُه مَن كان فضلُه أكثرَ مِن نقصِه، وُهِبَ نقصُه لفضلِه'' [الكفاية في علم الرواية ص۷۹] '' کوئی بھی شخص عیب سے خالی نہیں، خواہ عالم ہو یا شریف آدمی ہو یا حکمران، لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے فضائل عیوب سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں' اس لیے ان کے عیوب کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ان کے نقائص کو ان کے فضائل کی وجہ سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔'' اور تابعی مفسر مجاہد بن جبر المکیؒ کا فرمان ہے: '' ليس أحدٌ بعدَ رسولِ اللهِ إلا يؤخذُ مِن قولِه و يُتركُ'' [جامع بيان العلم وفضله ۱۱۹/۲] ''نبی ﷺ کے بعد دنیا میں ہر

ایک کی بات کوقبول بھی کیا جا سکتا ہے اور ٹھکرایا بھی جا سکتا ہے۔''

لغزش اور غلطیوں کا علاج یہ نہیں ہے کہ اسے انگلی کی نوک پہ رکھ کر نچایا جائے ،سرِ بازار اس کی تشہیر کی جائے، محفلوں کا موضوع سخن بنایا جائے۔ایسا کرنے والے اس وعید کے مصداق بنتے ہیں:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفٰحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾[النور ۱۹] ''بیشک جولوگ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والے لوگوں میں بے حیائی پھیلے،ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے،اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' بلکہ اس کا علاج تنہائی میں نصیحت کرنا،ثبوت اور دلیل سے سمجھا کر غلطی کا احساس دلانا ہے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں:''مَن وعظَ أخاه سراً فقد نصحه وزانَه، ومَن نصحَ علانيةً فقد فضحَه وخانَه''[حلية الأولياء ۹/ ۱٤۰، الآداب الشرعية لابن المفلح۳۰۸] ''جس نے اپنے بھائی کو علحیدگی میں سمجھایا تو اس نے اپنے بھائی کی خیر خواہی کی، اس کو زینت بخشی،اور جس نے سرعام سمجھایا تو اس نے اپنے بھائی کو رُسوا کیا اور اس کے ساتھ خیانت کی۔''

راسخ فی العلم علماء کا وجود کسی بھی معاشرہ کی اصلاح کے لیے بے حد ضروری ہے، اور جہاں علماء کا فقدان ہو اس معاشرہ میں عزت وآبرو پامال ہوجاتی ہے۔کشت وخون برپا ہو جاتا ہے۔اس کی واضح مثال صحیحین کی اس حدیث سے ملتی ہے: ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے خون ناحق کیے، پھر وہ نادم ہوکر مسئلہ پوچھنے نکلا، وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا: نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر کے سو خون پورے کر دیے ، پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا، آخر اس کو ایک (عالم) شخص نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ اس بستی کی طرف جارہا تھا) راستے میں اس کی موت واقع ہوگئی۔مرتے مرتے اس نے شدت شوق سے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا، کہ کون اسے لے جائے۔اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لیے جارہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے، اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس نعش سے دور ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو۔(جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ جارہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا۔اس لئے وہ بخش دیا گیا۔''[البخاری ح۳٤۷۰، مسلم ح۱۹۱۹] اگر اس لاعلم درویش کے فتویٰ پر اعتماد کر لیتا' تو معلوم نہیں وہ شخص کتنے اور بے گناہوں کا خون کر چکا ہوتا۔

علماء کا فقدان معاشرہ کی گمراہی پر منتج ہوتا ہے۔حدیث میں آتا ہے:"إن الله لا يقبضُ العلمَ انتزاعاً ينتزعُه مِن العبادِ، ولكن يقبضُ العلمَ بقبضِ العلماءِ، حتى إذا لم يُبقِ عالمًا،اتخذَ الناسُ رُءوساً جهالاً، فسئِلوا فأفتوا بغير علمٍ ، فضلوا وأضلوا"[صحيح البخاری ح ١١٠] "اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اٹھاتا،لیکن علماء کی موت کے ذریعے علم دین کو اٹھالے گا۔یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا،تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے پھر جب ان سے سوال کیا جائے گا،تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیں گے۔"

علماء کی قدر ومنزلت کتاب وسنت کی روشنی میں:

علمائے دین انبیائے کرام کے وارث اور ان کے بعد آسمانی دعوت کے امین ہیں۔ان کا کام جہالت کے اندھیروں سے اولاد آدم کو علم کے نور کی طرف راہنمائی کرنا اور گمراہوں کے لیے ہدایت کا بندوبست کرنا ہے۔اسی لیے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر ان کی مختلف صفات حمیدہ بیان کی گئی ہیں:

١۔ اہل علم سب سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والے ہیں: ﴿قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ [بنی اسرائیل ١٠٧-١٠٩] "کہہ دیجئے تم اس پر ایمان لاؤ، یا ایمان نہ لاؤ، بیشک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا،جب ان کے سامنے اسے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔اور وہ کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بیشک ہمارے رب کا وعدہ یقیناً ہمیشہ پورا کیا ہوا ہے۔اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں،روتے ہیں اور وہ (قرآن) انہیں عاجزی میں زیادہ کرا دیتا ہے۔"

٢۔ ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [الفاطر ٢٨] "اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے صرف جاننے والے ہی ڈرتے ہیں۔"

٣۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کی گواہی کو خود اپنی ذات کی شہادت اور فرشتوں کی شہادت کے بعد رکھا: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ [آل عمران ١٨] "اللہ نے گواہی دی کہ بیشک اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی،اس حال

میں کہ وہ انصاف پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

۴۔ ان کا مرتبہ سب سے بلند وارفع ہے: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَّاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ [المجادلة ۱۱] ''اللہ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔'' سیدنا عمر الفاروقؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إنّ اللهَ يرفعُ بهذا الكتابِ أقواماً ويضعُ بهِ آخرينَ'' [صحيح مسلم ح ۵۹] ''اللہ اس کتاب کی بدولت بہت سے لوگوں کو عزت سے نوازتا ہے اور دوسرے لوگوں کو ذلیل کرتا ہے۔''

۵۔ قرآن مجید نے اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کے بعد علماء کی اطاعت کرنے کا حکم دیا: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء۵۹] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔'' ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝﴾ [النساء ۸۳] ''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے' تو اسے مشہور کر دیتے ہیں، اور اگر وہ اسے رسول ﷺ کی طرف اور اپنے حکم دینے والوں کی طرف لوٹاتے' تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے جو ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے ہیں، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو بہت تھوڑے افراد کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔'' جلیل القدر تابعی عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں: ''طاعةُ اللهِ ورسولِه: اتباعُ الكتابِ والسنةِ، وأولي الأمرِ منكم: أولو الفقهِ والعلمِ'' [جامع بيان العلم وفضله ۱/۶۱۶] '' أطيعوا الله وأطيعوا الرسول'' سے مراد کتاب وسنت کی اتباع ہے اور ''أولي الأمر'' سے مراد علماء اور فقہاء ہیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''وأولي الأمر'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کر سکیں، لوگوں کو کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینے کے مجاز ہوں، ان میں قوت واقتدار والے بھی آتے ہیں، اور اہل فہم وعلم بھی۔ اسی لیے ''أولو الأمر'' دو قسم کے ہوتے ہیں: علماء اور امراء۔ یہی لوگ اگر راہ راست پر رہیں' تو عوام الناس بھی درست رہتے ہیں، اور اگر یہ لوگ حق سے بھٹک جائیں تو عوام بھی بھٹکتے ہیں۔ [الحسبة ص۸۷، السياسة الشرعية ص۳۶]

۶۔ مرتبہ ومنزلت میں اہل علم کے کوئی ہمسر نہیں: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا

يَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبٰبِ ۝﴾[الزمر ۹] ''کہہ دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے؟ نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔''

۷۔ دینی مسائل میں صرف اور صرف علماء ہی مرجع ہیں:﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾[النحل ۴۳] ''اے نبی ﷺ! آپ سے پہلے بھی ہم نے جب کبھی رسول بھیجے' آدمی ہی بھیجے ہیں؛ جن کی طرف ہم اپنے پیغامات وحی کیا کرتے تھے۔ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے۔'' ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَکَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [الانبیاء ۷] ''ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف بعض مرد حضرات کو رسالت سے نوازا ہے، جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس ذکر والوں سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

۸۔ عالم دین تو اللہ کا ولی ہوتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' **إنّ اللهَ قال: مَن عادى لي وليًا فقد اذنته بالحرب**'' [صحیح البخاری ح ۶۵۰۲] ''اللہ نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی' میں نے اس سے اعلانِ جنگ کیا۔'' حافظ ابن حجرؒ (ولی) کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:'' **المرادُ بوليّ اللهِ العالمُ باللهِ المواظبُ على طاعتِه**'' [فتح الباری ۱۱/ ۳۴۲] ''ولی اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا، اس کی طاعت میں ہمیشگی کرنے والا عالم ہے۔''

شریعت علماء کی عزت کرنے کی ترغیب دیتی ہے:

باعمل عالم دین کی عزت وتوقیر اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت تسلیم کرنے کا حصہ ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''**إنّ مِن إجلالِ اللهِ إكرامُ ذي الشيبةِ المسلمِ وحاملِ القرآنِ غيرَ الغالِي فيهِ ولا الجافِي عَنه، وإكرامُ ذي السلطانِ المقسطِ**'' [سنن أبی داؤد وحسنه الألبانی] ''سفید ریش (بزرگ) مسلمان کی، حامل قرآن (حافظ قاری اور عالم) کی، جو قرآن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے والا ہو نہ اس سے اعراض و بے وفائی کرنے والا، اور منصف بادشاہ کی عزت کرنا، اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا تقاضا ہے۔'' اور دوسری حدیث میں فرمایا:''**ليسَ مِنا مَن لم يجلّ كبيرَنا ويرحمْ صغيرَنا ويعرفْ لعالِمنا حقَّه**'' [مستدرك الحاكم وحسنه الألبانی] ''اس شخص کا ہم مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، جو ہمارے بڑوں کی عزت اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور نہ عالم دین کے حق کو پہچانتا ہے۔''

جلیل القدر تابعی طاوس بن کیسانؒ کا فرمان ہے: "مِـن السـنةِ أنْ يـوقـرَ أربعةٌ: العـالـمُ وذوالشيبةِ والسلطانُ والوالدُ" [رواہ ابو معمر فی جامعہ ۱۳۷/۱۱] "چار اشخاص کی عزت وتوقیر کرنا سنت ہے: عالم دین، سفید بال والا بوڑھا، حکمران اور والد۔" امام سہل بن عبداللہ التستریؒ فرماتے ہیں: "لا يـزالُ الناسُ بخيرٍ ما عظموا السـلـطـانَ والـعـلماءَ، فإنْ عظموا هٰذينِ أصلحَ اللهُ دنياهم وأخراهم وإن استخفوا بهذين أفسدُوا دنيـاهم وأخراهم" [تفسیر قرطبی ۲۶۰/۵-۲۶۱] "لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک وہ حکمرانوں اور علماء کرام کی تعظیم کرتے رہیں۔ جب وہ ان دونوں کی عزت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دنیا اور آخرت سنوار دیتا ہے۔ اور ان دونوں کی اہانت کریں تو وہ اپنی دنیا وآخرت بگاڑ دیتے ہیں۔"

امام طحاویؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب العقيدة الطحاوية میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وعـلماءُ السلفِ مِن السابقينَ ومَن بعدَهم مِن التابعينَ أهلُ الخيرِ والأثرِ وأهلُ الفقهِ والنظرِ، لا يُذكرونَ إلا بالجميلِ ومَن ذكرَهم بسوءٍ فهو علىٰ غيرِ السبيلِ" [شرح العقيدة الطحاوية] "علماء سلف، ان کی پیروی کرنے والے نیک لوگ، سنت کے پیروکار، اہل فقہ اور اہل نظر کو اچھے لفظوں ہی سے یاد کیا جائے گا، اور جو ان کی برائی کرے وہ راہ راست پر نہیں۔"

شریعت نے عادل بادشاہ اور علماء کے احترام کی تاکید کیوں کی؟ اس لیے کہ اگر لوگوں کے دلوں سے حکمرانوں کا خوف جاتا رہے تو امن تہ وبالا ہوگا، دنگا فساد برپا ہوگا، جنگل کا نظام آجائے گا، عزت وآبرو نیلام ہوں گے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا جارحانہ اصول رائج ہوگا۔ اور علماء کی عزت لوگوں کے دلوں میں نہ رہی تو لوگ اپنی خواہشات کی پوجا کریں گے، حلال اور حرام کی اصطلاح اور انجام سے ناواقف ہوں گے، حدود اللہ کو پامال کریں گے۔

سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنی فراست سے ان چیزوں کا ادراک کرکے فرمایا: "مَن استخفَّ بـالـعـلماءِ ذهبتْ آخرتُه ومَن استخفَّ بالأمراءِ ذهبتْ دنياهُ ومَن استخفَّ بالإخوانِ ذهبتْ مروءتُه" "جو علماء کو حقیر سمجھے اس کی آخرت ضائع ہوگئی، جو امراء کو حقیر سمجھے اس کی دنیا برباد ہوگئی، اور جو اپنے دوست واحباب کی حقارت کرے تو اس کی مروّت کا جنازہ نکل گیا۔"

ہر محفل اور مختلف سماجی ویب سائٹس پر علماء کے ہر کردہ وناکردہ پر تنقید کرنے والے کو اس حدیث مبارکہ پر غور کرنا چاہیے: نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "أتـدرون مـا الغيبةُ؟ قالوا اللهُ ورسولهُ أعلمُ، قال: ذكرُكَ أخاكَ